وقائع الجمعہ

جہیز کی شرعی حیثیت

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

واعظ الجمعہ

جہیز کی شرعی حیثیت

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبدالرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

جہیز کی شرعی حیثیت

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

جہیز کا لُغوی واصطلاحی معنیٰ

برادرانِ اسلام! جہیز کا لُغوی معنیٰ سامان تیار کرنا ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لفظ جہیز کا اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جہیز اس سامان کو کہا جاتا ہے جو کسی (میّت، مسافر، یا دُلہن) کے لیے تیار کیا جاتا ہے، لفظ "تجہیز" بھی اسی سے ہے، جس کا معنی اس سامان کو اٹھانا یا بھیجنا ہے"[1]۔

(١) "مفردات الراغب الأصفهاني" جهز، صـ١٠٠.

جہیز کے بارے میں شرعی حکم

عزیزانِ محترم! اپنی استطاعت، رضامندی، خوشی اور کسی مطالبے کے بغیر، بیٹیوں کو شادی کے موقع پر، ضروریاتِ زندگی سے متعلق کچھ سامان، بطورِ تحفہ دینا سنّت ہے، عُرفِ عام میں اسی کو جہیز کہا جاتا ہے۔ ایسا کرنا جائز، باعثِ اجر وثواب، محبتوں میں اضافہ، اور کینے کو ختم کرنے کا سبب ہے۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «تَهَادُوْا تَحَابُّوا»[1] "ایک دوسرے کو تحفہ دو، باہم محبت بڑھے گی"۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «تَهَادَوْا؛ فَإِنَّ الهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ»[2] "باہم تحفہ دو؛ کہ تحفہ کینے (عداوت) کو دُور کرتا ہے"۔

بابرکت نکاح؟

عزیزانِ مَن! نکاح میں خیر وبرکت قیمتی عروسی ملبوسات (Wedding Dresses)، مہنگے شادی ہالوں (Wedding Halls)، سینکڑوں باراتیوں، اور بھاری جہیز پر منحصر نہیں، بلکہ جو نکاح فریقین (یعنی دولہا دلہن دونوں طرف کے لوگوں) کے لیے جتنا کم خرچ میں ہوگا، وہ اتنا ہی بابرکت ہوگا، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ

(١) "مسند أبي يعلى الموصلي" مسند أبي هريرة، ر: ٦١٤١، 4/ 465.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الولاء والهبة، ر: ٢١٣٠، صـ٤٨٩.

طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً، أَيْسَرُهُ مَؤُونَةً»(١) "بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں بوجھ کم ہو!"۔ "یعنی جس نکاح میں فریقین کا خرچ کم کروایا جائے، مہر بھی معمولی ہو، جہیز بھاری نہ ہو، کوئی جانب مقروض نہ ہو جائے، کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو، اللہ کے توکُّل پر لڑکی دی جائے، وہ نکاح بڑا ہی بابرکت ہے، ایسی شادی خانہ آبادی ہے۔ آج ہم حرام رسموں، بیہودہ رَواجوں کی وجہ سے شادی کو خانہ بربادی، بلکہ خانہائے بربادی بنا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ (ہمیں) اس حدیثِ پاک پر عمل کی توفیق دے!"(٢)۔

سیّدہ فاطمہ زہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا جہیز

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں، اگر چاہتے تو پہاڑ سونے کے بن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چلتے، اس کے باوُجود نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شہزادئ کونین سیّدہ فاطمہ زہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح نہایت سادگی سے فرمایا، اور بطورِ جہیز روزمرہ ضروریاتِ زندگی کا کچھ سامان عنایت فرمایا۔

---

(١) "شعب الإيمان" ٤٢- باب في الاقتصاد ...إلخ، ر: ٦٥٦٧، ٥/ ٢٢٣٩.

(٢) "مرآۃ المناجیح" نکاح کا بیان، تیسری فصل، زیرِ حدیث: ٣٠٩٧، ٥/١١۔

حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: «جَهَّزَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ، وَقِرْبَةٍ، وَوِسَادَةٍ حَشْوُهَا إِذْخِرٌ»[1] "رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو جہیز میں ایک چادر، ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ جس میں اِذخر نامی گھاس بھری ہوئی تھی، تیار کرکے عنایت فرمایا"۔

جہیز کی تیاری شوہر کی ذمہ داری ہے

حضراتِ محترم! آج کل لڑکے (دولہا) والوں کی جانب سے جہیز کے لیے بڑی لمبی چوڑی فہرستیں آتی ہیں، اور بڑے دھڑلے سے مطالبہ کیا جاتا ہے، کہ فُلاں فُلاں چیز جہیز میں لازمی ہونی چاہیے، بلکہ بعض تو برانڈ (Brand)، دکان اور شاپنگ مال (Shopping Mall) کا نام تک بتاکر اس بات کا پابند کرتے ہیں، کہ خریداری وہیں سے کرنا... وغیرہ وغیرہ۔

بدقسمتی سے بعض دیندار، پابندِ شرع اور اچھے خاصے پڑھے لکھے گھرانے (Families) بھی، جہیز کے مُعاملے میں انتہائی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں، لڑکی (دلہن) والوں سے بہر صورت جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں، اور جہیز نہ دینے کی صورت میں رشتہ توڑنے تک کی دھمکی دیتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی مذموم اَمر ہے، ایک مسلم مُعاشرے میں ایسا رِویہ کسی طور پر بھی قابلِ قبول اور شریعت کے مُطابق نہیں؛ کیونکہ دلہن کی

---

(١) "سنن النَّسائي" باب جهاز الرجل ابنته، ر: ٣٣٨١، الجزء ٦، صـ١٣٥.

رہائش، کھانے پینے، کپڑوں کے اِخراجات اور گھر کا ساز وسامان، مثلاً برتن یا فرنیچر وغیرہ، سب کی تیاری وفراہمی شوہر کی ذمہ داری ہے، عورت کا ان مُعاملات سے کوئی لینا دینا نہیں، یہ سب چیزیں نان نفقہ (عورت کے اِخراجات) کے زُمرے میں آتی ہیں، جو شوہر پر لازم ہیں، بیوی اس کی ذمہ دار ہرگز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ؛ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ...، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ»[1] "خواتین کے بارے میں اللہ سے ڈرو! تم نے انہیں اللہ کی امان میں لیا، اُن کی شرمگاہوں کو اللہ کے حکم سے اپنے لیے حلال کیا...، تم پر ان کا کھانا پینا اور کپڑے مہیا کرنا لازم ہے"۔

خواتین کے مالی اِخراجات کا بوجھ اٹھانا، بنیادی طور پر مَردوں ہی کی ذمّے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾[2] "مرد عورتوں پر افسر ہیں؛ اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی؛ اور اس لیے کہ مَردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کیے"۔

حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق اور ان کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، حضور نبیٔ کریم ﷺ سے حضرت سیّدہ

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الحجّ، باب حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، ر: ٢٩٥٠، صـ٥١٥.

(٢) پ٥، النساء: ٣٤.

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ مانگنے آئے، تو حضورِ اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہ دیا، پھر یہ دونوں حضرات سیّدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہیں (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے) رشتہ طلب کرنے کو کہا، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ انہوں نے مجھے ایسے مُعاملے کی طرف متوجہ کیا، جس سے میں غافل تھا، میں فوراً چادر سنبھالتے ہوئے اٹھا، حتی کہ حضور نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مجھ سے کر دیں! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَعِنْدَكَ شَيْءٌ» "تمہارے پاس کچھ ہے؟" میں نے عرض کی کہ میرا گھوڑا اور ایک اونٹ ہے، ارشاد فرمایا: «أَمَّا فَرَسُكَ فَلَابُدَّ لَكَ مِنْهُ! وَأَمَّا بَدَنُكَ فَبِعْهَا» "گھوڑا تو تمہارے لیے ضروری ہے! البتہ اپنے اُونٹ کو فروخت کر دو"۔

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے اسے چار سو اسّی ۴۸۰ درہم میں فروخت کر دیا، اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لاکر میں نے آپ کی گود میں ڈال دیے، نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک مٹھی بھر درہم اٹھاکر فرمایا: «أَيْ بِلَالُ! ابْتَغِنَا بِهَا طِيباً» "اے بلال! اس سے خوشبو خرید لاؤ!"، جبکہ بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو (بقیہ رقم سے) جہیز کی تیاری کا حکم فرمایا، لہذا ایک بُنی ہوئی چارپائی اور ایک چمڑے کا تکیہ، جس میں گھاس بھری تھی، تیار کیے گئے"[1]۔

---

(١) "صحيح ابن حِبّان" كتاب التاريخ، ر: ٦٩٠٥، صـ١٢٠٣.

اس سے معلوم ہوا کہ جہیز کی تیاری در حقیقت شوہر کے ذمہ ہے، لہٰذا جو شخص نکاح کا خواہشمند ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ پہلے اپنی رہائش، گھر کا ضروری ساز وسامان، زیورات (سونا چاندی)، برتن اور فرنیچر وغیرہ کا انتظام کرے، اس کے بعد شادی کرے۔ اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ خود اٹھانے کے بجائے دلہن والوں پر، یہ بھاری بوجھ ڈال دینا کہاں کا انصاف ہے؟ بلکہ یہ تو بھکاریوں والا کام ہے! خدارا اس مسئلے کو سمجھیں، اور خواتین پر بے جا ظلم وزیادتی سے باز رہیں!۔

مُطالبۂ جہیز کی مذمت

حضراتِ گرامی قدر! جہیز دینا دلہن کے ماں باپ پر لازم نہیں، نہ ہی انہیں مجبور کر کے لمبے چوڑے جہیز کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے، اگر کسی نے ان کو مجبور کیا، تو اُن کا یہ فعل ایک مسلمان پر ظلم وزیادتی ہے، جسے اللہ رب العالمین ہرگز پسند نہیں فرماتا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾[1] "اللہ تعالی ظالموں کو پسند نہیں فرماتا!"۔

شیخ الحدیث علّامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جہیز کے خلافِ شریعت مُطالبات کی مذمّت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ماں باپ کچھ کپڑے، کچھ زیورات، کچھ سامان، برتن، پلنگ، بستر، میز کرسی، تخت، جائے نماز، قرآنِ مجید، دینی کتابیں وغیرہ لڑکی کو دے کر سُسرال بھیجتے ہیں، یہ لڑکی کا جہیز کہلاتا ہے۔ بلا شبہ یہ جائز بلکہ سنّت ہے؛ کیونکہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی حضرت سیّدہ

---

(۱) پ۳، آل عمران: ۵۷.

بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں کچھ سامان دے کر رخصت فرمایا تھا، لیکن یاد رکھو کہ جہیز میں سامان کا دینا، یہ ماں باپ کی محبت و شفقت کی نشانی ہے، اور ان کی خوشی کی بات ہے، ماں باپ پر لڑکی کو جہیز دینا فرض وواجِب نہیں، (لہٰذا) لڑکی اور داماد کے لیے ہرگز ہرگز جائز نہیں، کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے اپنی پسند کا سامان جہیز میں وصول کریں!۔ماں باپ کی حیثیت اس قابِل ہو یا نہ ہو، مگر جہیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا، اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ قرض لے کر بیٹی داماد کی خواہش پوری کریں، یہ خلافِ شریعت بات ہے، بلکہ آج کل "تلِک" جیسی (ہندوانہ) رسم مسلمانوں میں بھی چل پڑی ہے، کہ شادی طے کرتے وقت ہی یہ شرط لگا دیتے ہیں، کہ جہیز میں فُلاں فُلاں سامان اور اتنی اتنی رقم دینی پڑے گی، چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اسی لیے بیاہی نہیں جارہیں؛ کہ ان کے ماں باپ لڑکی کے جہیز کی مانگ (Demand) پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ رسم یقیناً خلافِ شریعت ہے، اور جبراً قہراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جہیز لینا ناجائز ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازِم ہے کہ اس بُری رسم کو ختم کردیں"(۱)۔

شادی بیاہ کی غیر شرعی رُسوم اور مُعاشرتی ناسُور

حضراتِ گرامی قدر! انسان کے فطری تقاضوں کی تکمیل کے لیے نکاح ایک عظیم نعمت ہے، ہمیں اس کی ادائیگی کے لیے اسلامی طریقۂ کار کو اپنانا چاہیے، لیکن

---

(۱) "جنّتی زیور" جہیز، صـ۱۵۳، ۱۵۴۔

بدقسمتی سے آج ہم نمود و نمائش، تکلّفات اور برادری میں ناک کٹنے کے خوف سے، ناچ گانے، آتش بازی، غیر شرعی قباحتوں سے بھرپور رسمِ حِنا، اور بھاری بھرکم جہیز جیسے جن رسم ورَواج کو اپنا بیٹھے ہیں، اُن کے باعث شادی بیاہ اب کوئی آسان اَمر نہیں رہا، شادی بیاہ کے بے جا خرچے، مُعاشرتی ناسُور کی شکل اختیار کر چکے ہیں، بچیوں کے غریب والدین شادی کے بھاری اِخراجات کا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہیں، ان کی ساری زندگی اپنی بیٹیوں کا جہیز تیار کرنے میں گزر جاتی ہے، وہ اپنی بچیوں کو سُسرال اور مُعاشرے کے طعنوں سے بچانے کی خاطر، بھاری قرضوں کے بوجھ تلے دبنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ دوسری طرف شادی بیاہ اور جہیز وغیرہ کے اِخراجات پورا ہونے کے انتظار میں نوجوان بچے بچیوں کی عمریں ڈھلی جا رہی ہیں، جس کے باعث کوئی اُن سے شادی کے لیے تیار نہیں ہوتا، اور بالآخر وہ گناہ کے راستے پر چل پڑتے ہیں!!۔

شادی بیاہ کے بے جا اخراجات کا سدِّباب

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! شادی بیاہ کے حد سے بڑھے ہوئے خرچے اور بے جا تکلّفات سے آج کون آگاہ نہیں؟ کوئی امیر ہو یا غریب، اپنے اپنے طرزِ زندگی اور اسٹیٹس (Status) کے اعتبار سے، سب کو کچھ نہ کچھ مشکلات کا سامنا ضرور ہے! مُعاشرے کی بے بنیاد باتوں اور طعن وتشنیع کے خوف سے، آج ہم نے خود اپنے لیے پہاڑ جیسی مشکلات کھڑی کر لی ہیں، حتی کہ رشتہ داروں اور برادری میں اپنی ناک اونچی رکھنے کے چکر میں، ہمیں لاکھوں کے قرض تلے دبنا بھی گوارہ ہے! اگر کوئی سمجھانے کی کوشش کرے، سادگی کا درس دے، اور غیر ضروری خرچوں سے

روکنے کی کوشش کرے، توساراخاندان مخالفت پر کمربستہ ہوجاتا ہے، اور یہ کھوکھلا جواز پیش کیا جاتا ہے کہ "فُلاں رشتہ دار نے اتنی دھوم دھام سے اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کی تھی، توہم اُن سے پیچھے کیوں رہیں ؟!، اور ویسے بھی یہ شادی ہے، کوئی موت میّت تھوڑی ہے، جو چپ چاپ اور سادگی سے کرلی جائے!" وغیرہ وغیرہ۔

میرے محترم بھائیو! اگر ہم قرآن وسنّت یا اپنی تاریخ کا مطالعہ کریں، تو ایسی دھوم دھام اور اِسراف سے بھرپور شادیوں کا کوئی تصور وجواز نہیں پائیں گے! دینِ اسلام توسادگی کا درس دیتا ہے۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اَدوار میں، نکاح کرنا بہت آسان تھا، جہاں نکاح کرنا مطلوب ہوتا، انہیں رشتہ بھیج کر اپنا مقصد بیان کیا جاتا، رشتہ منظور ہوجاتا تو اسی وقت چند مسلمانوں کو ساتھ لے جاکر مسنون طریقے سے، نکاح اور رخصتی کردی جاتی، نہ شادی بیاہ کے کوئی کارڈ چھپتے، نہ کوئی ناچ گانا ہوتا، نہ مہنگے ملبوسات خریدے جاتے، اور نہ ہی سینکڑوں باراتی ساتھ لائے جاتے۔ لڑکی والوں سے سونا چاندی اور جہیز کی ڈیمانڈ (Demand) کا کوئی تصوّر ہی نہیں تھا، شادی بیاہ، رہائش، ضروری گھریلو اشیاء کا اہتمام، اور اس کے سارے اِخراجات مرد کے ذمہ ہوتے۔

الغرض نکاح کے حوالے سے عورت پر کوئی مالی ذمہ داری عائد نہیں تھی، آج اگر ہم اپنے اَسلاف کے نقشِ قدم کی پیروی کریں، اور شادی بیاہ کے بے جا فضول اِخراجات پر قابو پالیں، تو اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے لیے شادی بیاہ کو آج بھی آسان بنایاجاسکتاہے، اس سلسلے میں جو اقدامات ضروری ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) نکاح کے لیے مسنون طریقہ اختیار کریں، فضول خرچی اور غیر شرعی رسموں سے اجتناب کریں، سونا چاندی، گاڑی، بنگلہ اور بھاری جہیز جیسے ظلم وزیادتی پر مبنی مطالبات ہرگز نہ کریں!۔

(۲) سینکڑوں باراتی، متعدّد اَنواع واَقسام کے کھانے، اور عظیم الشان شادی ہال کے اہتمام جیسے مطالبات سے، لڑکی والوں کو آزمائش میں مبتلا کرنے سے گریز کیا جائے، بلکہ کوشش کر کے پچیس ۲۵، تیس ۳۰ سے زیادہ باراتی ہرگز ساتھ لے کر نہ جائیں، اور جن کے ہاں بارات جارہی ہے، اگر وہ غریب ہیں، اور یہ صاحبِ حیثیت ہیں، تو حسبِ استطاعت اُن کی مالی مدد بھی کریں؛ تاکہ اُن کا مالی بوجھ کچھ کم ہو۔

(۳) نکاح صرف سنّت کی ادائیگی کی نیّت سے کیا جائے، اور بھاری جہیز، جائیداد، اور بینک بیلنس (Bank Balance) جیسے مطالبات کے ذریعے اسے کاروبار کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

(۴) دلہن کے والدین اپنی بچی کو حسبِ استطاعت بطورِ تحفہ تھوڑا بہت جو بھی جہیز دیں، اسے کافی سمجھا جائے، اور اس میں شامل اشیاء کے معیار پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہ کریں۔

(۵) حسبِ استطاعت سنّت کی ادائیگی کی نیّت سے، سادہ سا ولیمہ کیا جائے، متعدّد اقسام کے کھانوں، اور ہزاروں لوگوں کو مدعو کر کے اسے نمود ونمائش کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

(۶) دلہن کے والدین کو بھی چاہیے، کہ حق مہر اور نان نفقہ کے نام پر خطیر رقم، اور بھاری اِخراجات کا مطالبہ ہرگز نہ کریں، اور مناسب حق مہر مقرّر کریں۔

(۷) جہیز کے مطالبات کی لمبی چوڑی فہرستیں دینے والوں کے خلاف، حکومتِ وقت باقاعدہ قانون سازی کر کے پابندی عائد کرے، اور خلاف ورزی کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

(۸) الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا (Electronic and print Media) کے ذریعے مطالبۂ جہیز کے خلاف عوام الناس میں شُعور پیدا کیا جائے، اور انہیں اس امر کے مُعاشرتی نقصان سے آگاہ کیا جائے۔

(۹) علمائے دین اور مذہبی تنظیمیں اس سلسلے میں باقاعدہ تحریک چلائیں، اور مسلمان بچیوں کے لیے مناسب رشتے اور شادی بیاہ کے اِخراجات کا انتظام کریں۔

(۱۰) علاوہ ازیں مسلمان بچے بچیوں کی، اسلامی خطوط پر تعلیم و تربیت کی جائے؛ تاکہ وہ اپنے دل میں دنیا کی محبت اور بے جا دنیاوی خواہشات کو پنپنے نہ دیں۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اپنی اَولاد کے نکاح کے لیے حضرت خاتونِ جنّت، شہزادیٔ اسلام، فاطمۃُ الزّہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نکاحِ پاک کو نمونہ بناؤ، اور یقین کرو کہ ہماری اَولاد اُن کے قدمِ پاک پر قربان! اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مرضی ہوتی، کہ میری لختِ جگر کی شادی بڑی دُھوم دھام سے ہو، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس کے لیے چندہ وغیرہ کے لیے حکم فرما دیا جاتا، تو عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خزانہ موجود تھا، جو ایک ایک جنگ کے لیے نو نو سو اونٹ، اور نو نو سو اشرفیاں

حاضر کر دیتے تھے، لیکن چونکہ مَنشا (مقصود) یہ تھا کہ قیامت تک یہ شادی مسلمانوں کے لیے نمونہ بن جائے، اس لیے نہایت سادگی سے یہ اسلامی رسم ادا کی گئی "[1]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں مسنون طریقہ سے نکاح کرنے کی توفیق عطا فرما، شادی کی بے جا رسموں اور اِسراف سے بچا، شادی بیاہ میں کم سے کم خرچ کرنے کی سوچ عطا فرما، جہیز کا مطالبہ کرنے والوں کو ہدایت نصیب فرما، خواتین کے حقوق کی پاسداری کرنے اور ان کا خیال رکھنے کا جذبہ عنایت فرما!۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن و سُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتّحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض و واجبات کی ادائیگی بحسن و خوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

---

(۱) "اسلامی زندگی" پہلا باب، دوسری فصل، بیاہ شادی کی اسلامی رسمیں، ص۵۱۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتّحاد واتّفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، کفّار کے ظلم وبربریت کے شکار ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما!، آمین یارب العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.